انسانی وسائل کی ترقی ___ اسلامی نقطۂ نظر

ارشد احمد بیگ

انسانی وسائل کی ترقی (Human Resource Development) آج کی ایک معروف اصطلاح ہے۔ بزنس ایڈمنسٹریشن کی تعلیم میں تو یہ موضوع ان کے مضامین کا لازمی حصہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کارپوریٹ سیکٹر ہو یا مشنری ادارے، یہ کام وہاں باقاعدہ اور منظم انداز میں ہوتا ہے۔ ادارے کے وژن کو حاصل کرنے کے لیے انسانی وسائل کو ایک خاص ڈھب میں ڈھالنا اور ترقی دینا اب مستقل نوعیت کا فن بن چکا ہے۔ بڑے اداروں میں اس کے شعبہ جات قائم کیے جاتے ہیں۔ کسی بھی متعین مقصد اور ہدف کو حاصل کرنے کے لیے قائم کوئی منظم یا تحریک اپنے کارکنوں اور قائدین کے لیے تربیتی نظام عنوان سے دراصل ایچ آر ڈی کا کام ہی کرتی ہے۔

ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ (HRD) کی تعریف وتشریح معاشرے کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین، مثال کے طور پر ماہرین معاشیات، ماہرین تعلیم، ماہرین نفسیات، صنعت کار، منتظمین وغیرہ اپنے اپنے انداز اور پیرایے میں کرتے ہیں۔ انسانی وسائل کی ایک تعریف یہ کی جاتی ہے:

> انسانی وسائل سے مراد کسی تنظیم کے مالی و مادی وسائل کے بالمقابل وہ افراد ہیں جو اس تنظیم کو چلاتے ہیں۔ اس سے مراد تنظیم کی کارکردگی ہے جو افراد اور وسائل سے متعلق ہے جیسے جائزہ، تربیت، معاوضے، بھرتی وغیرہ۔ انسانی وسیلہ تنظیم کا واحد فرد یا ملازم ہے۔

ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کی تعریف یہ کی جاتی ہے:

انسانی وسائل کی ترقی ملازموں کو ان کی ذاتی اور تنظیمی صلاحیتوں، قابلیتوں، مہارتوں اور معلومات کی ترقی میں مدد دینے کا نظام ہے۔ یہ ملازمین کی تربیت، جانشینوں کے لیے منصوبہ بندی، کلیدی ملازم کی نشان دہی، تعلیم میں مدد وغیرہ کا احاطہ کرتا ہے۔

ایچ آر ڈی کا بنیادی ہدف درج ذیل سطور سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔انسانی وسائل کی ترقی کا مرکزی نکتہ اعلیٰ درجے کے کارکن تیار کرنا ہے تا کہ تنظیم اور ملازمین گاہکوں کی خدمت کے حوالے سے اپنے کام کے مقاصد کو حاصل کریں۔

جہاں تک ہیومن ڈویلپمنٹ کا موضوع ہے' اس ضمن میں اقوام متحدہ کا جاری کردہ ہیومن ڈویلپمنٹ انڈکس ایک مستند درجہ رکھتا ہے۔اس میں تعلیم، معیار زندگی، اوسط عمر اور صحت مند زندگی وغیرہ شامل ہیں۔کئی ادارے ہیومن ڈویلپمنٹ کے عنوان کے تحت ناخواندگی ختم کرنے میں مصروف ہیں اور کچھ آگہی وشعور بیدار کرنے میں۔

اسی طرح ہیومن ریسورس منیجر یا اس شعبے سے متعلق جو ذمہ داریاں اور کام مطلوب ہیں ان میں افراد کی بھرتی، کارکردگی، ترغیب وآمادگی، تعلیم وتربیت، مسائل، صلاحیت کی نشوونما وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔

ان تعریفوں سے جونمایاں نکات سامنے آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں: ○ افرادکار کی ذاتی نشوونما ○ افرادکار کی تربیت ○ افرادکار کے مستقبل کی منصوبہ بندی ○ استعداد میں اضافہ ○ اداروں کی ترقی

ان تمام اہداف کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ فرد اپنی ذات کی نشوونما اس لیے اور اس طرح کرے کہ اس سے اداروں کے لیے مطلوبہ اہداف کا حصول ممکن ہو سکے۔ان اہداف کا تعلق، مفادعامہ سے ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔جیسے جیسے مادیّت کے رجحانات بڑھ رہے ہیں اور مسابقت کی فضا میں اضافہ ہو رہا ہے، ویسے ویسے مال ودولت کے حصول میں اخلاقیات کا عنصر کم ہوتا جارہا ہے۔لہٰذا اس تناظر میں ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کی تعلیم وتربیت کے لیے جو اسکیم وضع کی جاتی ہے' اس میں اصل ہدف ایک ایسے فرد کی تیاری ہے جو ادارے کے لیے اس طرح سودمند ثابت ہو کہ اس کے کاروباری پھیلاؤ کا ذریعہ بنے۔چنانچہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا اصل مدعا منافع کی زیادہ سے زیادہ تکثیر (maximization of profit) ہی بن کر رہ جاتا ہے۔اطلاعاتی ٹکنالوجی کے اس دور میں، مارکیٹنگ باقاعدہ ایک سائنس کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔اور اخلاقی اقدار سے عاری (بالعموم) یہ سائنس، کاروباری پھیلاؤ اور مالی منفعت کے لیے ہر قسم کے تشہیری حربے استعمال کرتی ہے۔ان تشہیری مہمات سے طلب کی ایک نفسیاتی اور مصنوعی فضا پیدا ہوتی ہے جس سے عام آدمی متاثر ہو کر رہتا ہے۔ اسی طرح ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کے تربیتی نصاب میں یا فرد کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے عمل میں اگر فرد کی صرف ان کوششوں کو قابل قدر سمجھا جائے جو ادارے کے لیے مالی منفعت کا باعث بنتی ہو، تو یہ اگرچہ موجودہ کاروباری فلسفے کے تناظر میں بالکل درست ہوگا، لیکن ہمارے نقطۂ نظر سے یہ رویہ نادرست اور بعید از انصاف ہوگا۔

ایک اہم نکتہ

ہم سمجھتے ہیں کہ تیزی سے پھیلتی ہوئی ایچ آر ڈی کی یہ اصطلاح اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتی ہے۔ اصطلاحات میں الفاظ کے چناؤ کی بھی اپنی نفسیات ہوتی ہے۔ جب ہم انسانی وسائل کی ترقی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو دراصل ہم 'انسان' کو ایک وسیلہ یا ذریعہ (resource) سمجھتے ہیں، جس کی نشوونما خاص مقاصد کے حصول کے لیے کی جائے گی۔ گویا اصل چیز وہ مقاصد ہیں جن کے لیے 'انسان' کو بروئے کار لانا ہے۔ بظاہر اس نظریے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی لیکن جب یہ اصطلاح کاروباری دنیا میں استعمال ہوتی ہے تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ یہاں پر انسان کی شناخت بحیثیت 'انسان' (اور وہ بھی اشرف المخلوقات) نہیں ہوتی بلکہ کاروباری مقاصد کے حصول میں مددگار محض ایک ذریعے اور وسیلے (resource and means) کے ہوتی ہے۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ اگر یہ اصطلاح استعمال کی جارہی ہے تو انسان کے اشرف مقام کو مدِ نظر رکھ کر نشوونما، ترقی اور بڑھوتری عمل میں لائی جائے۔ گویا کہ اگر یہ وسیلہ ہے تو لازمی طور پر اس کا مقصد اس وسیلے سے زیادہ اشرف، افضل اور برتر ہونا چاہیے۔

اس مضمون میں ہم ہیومن ریسورس اور ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کو ایک مختلف حیثیت میں بیان کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک شخص بحیثیت انسان جو کسی بھی مقام پر اور کسی بھی شعبے میں کام کر رہا ہے، اس کی نشوونما، ترقی اور بڑھوتری کے اصول ایک جیسے ہوتے ہیں۔ گویا انسانی وسیلے کی تعریف اور وظائف اور کردار کو بحیثیت انسان (ایک مخلوق) سمجھنا بہت ضروری ہے تا کہ انسان کی استعداد اور کمزوریاں، خواہشات اور جذبات اور فطرت اور جبلتیں ہمارے سامنے آ جائیں اور انسان کو کسی مقصد کے لیے تیار کرنا، ترقی دینا، نشوونما دینا اور بڑھانا آسان اور ممکن ہو سکے۔ اس طرح وہ زندگی کے کسی بھی شعبے میں کسی بھی جگہ اور کسی بھی حیثیت میں اپنا کردار مؤثر طور پر ادا کر سکے گا۔

آیئے ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کو ایک دوسرے زاویے سے دیکھتے ہیں۔ یہ زاویہ اسلامی زاویہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جس طرح کسی مشین کو اپ گریڈ کرنا مقصود ہو تو سب سے پہلے اس مشین کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے لہٰذا انسان کی نشوونما اور ترقی کو سمجھنے کے لیے ہم 'انسان' کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ:

○ انسان اللہ کی تمام مخلوقات میں اشرف اور افضل ترین ہے۔ (لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِیٓ أَحْسَنِ تَقْوِیمٍ – التین ۹۵:۴)

○ انسان جسم اور روح کا مرکب ہے۔(وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ – الحجر ۲۹:۱۵)

○ انسان روز محشر اللہ کے حضور اپنے تمام اعمال کے لیۓ جواب دہ ہے۔(لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ – الانبياء ۲۳:۲۱)

○ انسان کو اختیار اور عمل کی آزادی دی گئی ہے۔(اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ٥ الدھر ۳:۷۶)

○ انسان کو خلافت ارضی سے نوازا گیا ہے گویا وہ یہاں پر اللہ کا خلیفہ(Vicegerent) ہے۔(اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً – البقرہ ۳۰:۲)

○ انسان کو سمع، بصر اور فواد کی نعمتیں اور صلاحیتیں دی گئی ہیں۔(اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا – بنی اسرائیل ۳۶:۱۷)

○ انسان کو تسخیر کائنات کے لیے امکانی صلاحیت(potential) دی گئی۔(وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا – البقرہ ۳۱:۲)

○ انسان کو اس potentia کے درست استعمال کے لیے الہامی ہدایت دی گئی ہے۔(فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى – البقرہ ۳۸:۲)

مندرجہ بالا تمام حقائق کا حاصل یہ ہے کہ انسان کی نشوونما، بڑھوتری اور ترقی کے لیے درج ذیل عوامل کو مدنظر رکھنا لازمی ہوگا۔

۱- انسان کی جسمانی احتیاجات

۲- انسان کی روحانی آسودگی

۳- انسان کی نشوونما ان تمام زاویوں سے کہ وہ اپنے مفوضہ امور کو احسن طریقے سے انجام دے سکے۔

۴- ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کے لیے الہامی ہدایت کی روشنی میں اپنی عقل سلیم اور تجربے سے راہوں کو متعین کر سکے۔

شخصیت کا ارتقا

دین اسلام نے ترقی و نشوونما کے لیے اور فرد و معاشرے کی فلاح و کامیابی کے لیے انسان کی شخصیت میں ایک توازن قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔جسمانی احتیاجات کی تسکین اور مادی حوالوں سے اٹھان کے ساتھ ساتھ وہ روحانی ارتقا کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔اسی طرح اسلام بنیادی انسانی اخلاقیات، جن کے بغیر شاید دنیاوی ترقی ممکن نہیں ہے، کو درجہ کمال تک دیکھنا چاہتا ہے۔ساتھ ہی وہ ایمانیات و عقائد کی درستی کو بھی

ناگزیر قرار دیتا ہے۔انسان میں دونوں صلاحیتیں بھی ودیعت کی گئی ہیں،یعنی مثبت اور منفی جو آزادی اور انتخاب کے لیے ضروری ہیں۔فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ (الشمس ۹۱:۸)''پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کردی''۔لہٰذا ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ میں فرد کی تیاری،شخصیت سازی اور کردار کی اٹھان میں یہ عوامل بھی مدنظر رکھنا ضروری ہیں۔

اس مقام پر ہم قرآن مجید میں لفظ'انسان'(ہیومن) کا مطالعہ بھی پیش کرتے ہیں۔قرآن مجید میں لفظ'انسان' ۶۴ مرتبہ آیا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ ان مقامات میں تواتر کے ساتھ جو مضامین انسان کے حوالے سے ملتے ہیں' ان میں انسان کی منفی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے۔مثلاً یہ کہ انسان:

○ بڑا ہی ناشکرا ہے۔○ سخت مایوس ہو جاتا ہے۔○ فخر کرتا ہے۔○ بے انصافی کرتا ہے۔○ جلد باز ہے۔○ نعمت پا کر اینٹھنے والا ہے۔○ مصیبت میں مایوس ہونے والا ہے۔○ جھگڑالو ہے۔○ منکرِحق ہے۔○ ظالم ہے۔○ جاہل ہے۔○ دل شکستہ ہو جاتا ہے۔○ نعمت پا کر منہ پھیر لیتا ہے۔○ آفت میں لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے۔○ کھلا احسان فراموش ہے۔○ تھڑدلا ہے۔○ خوش حالی میں بخل کرتا ہے۔○ مصیبت میں گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے☆

گویا انسانی شخصیت کے ارتقا کی جب بھی کوئی اسکیم وضع کی جائے گی' درج بالا منفی رجحانات کو قابو میں رکھنے کے لیے سرگرمیاں اور فعالیتیں متعین کی جائیں گی۔چونکہ انسان مخلوق ہے اور اس کا خالق اللہ ہے' لہٰذا شخصیت سازی کے لیے وہی (خالق) سب سے بہتر طریقے کی طرف رہنمائی کرسکتا ہے۔انسانی وسائل کی ترقی کا کوئی بھی نصاب جو ان منفی رجحانات کو بڑھانے کا باعث ہو، ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ سے اس کا واسطہ نہیں ہوسکتا اور نہ وہ معاشرے میں خوشگوار اثرات مرتب کرسکتا ہے۔قابل غور نکتہ یہ ہے کہ دنیا میں ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا وضع کردہ خاکہ یک چشمی ہے اور شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کرتا۔اسی طرح ہیومن ڈویلپمنٹ میں انسانی ترقی کا جو اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے' ان کے مطابق وہ ممالک جو اس حوالے سے سرفہرست ہیں،مقام حیرت ہے کہ وہاں خودکشی کی شرح بھی بہت زیادہ ہے۔OCED ممالک، جو ترقی یافتہ کہلاتے ہیں، میں بھی یہ شرح روزبروز بڑھ رہی ہے۔یہاں بے سکونی کا یہ عالم ہے کہ ماہرین نفسیات کی پریکٹس انتہائی کامیاب اور نہایت مہنگی ہے۔

تزکیہ کا ایک پہلو

ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کو سمجھنے کے لیے قرآن مجید کی درج ذیل آیات کا مطالعہ ضروری محسوس ہوتا ہے۔ان آیات میں رب العالمین نے نبی کریمؐ کا مقصدِ بعثت ارشاد فرمایا ہے۔قرآن حکیم میں یہ مضمون چار مقامات پر آیا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُالْحَكِيْمُ ٥ (البقرہ ۲:۱۲۹) اے رب! ان لوگوں میں خود انھیں کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو، جو انھیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے، تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے کامیابی کے اصل معیار اور میزان کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جو ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ٥ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ٥ (الشمس ۹۱:۹-۱۰) یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا اصل کام اور اس کی درست ترتیب یہی ہے۔ تلاوتِ آیات اور تعلیمِ کتاب و حکمت کا مدعا بھی یہی تزکیہ ہے۔ اس مضمون میں ہم صرف تزکیے کی بات کرتے ہیں۔ انسان کی نشوونما دراصل تزکیہ ہی ہے۔ تزکیے کے جو معانی اور مفہوم آئے ہیں وہ یوں ہیں: ○ زندگیوں کو سنوارنا ○ پاک صاف کرنا ○ بلند کرنا ○ غلط افکار و تصورات سے پاک کرنا ○ بے جا خواہشات سے پاک کرنا ○ ظاہری و باطنی نجاست سے پاک کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ہم اس کی مثال یوں لیتے ہیں کہ ایک پودا جو ایک مالی کی نگرانی میں بڑھ رہا ہو اور ایک خودرو جھاڑی یا درخت جو جنگل میں اُگ جائے، دونوں کی کیفیات میں فرق ہوگا۔ مالی کی زیرنگرانی بڑھنے والے پودے میں تراش خراش، صفائی ستھرائی اور نکھار ہوگا۔ مطلوبہ چیزیں موجود ہوں گی اور مزید پروان چڑھنے کے لیے چھوڑ دی جائیں گی جب کہ نامطلوب ٹہنیاں، شاخیں، پتے، کانٹے، ڈالیاں وغیرہ کاٹ دی جائیں گی۔ بس یہی تزکیہ ہے کہ انسان کی شخصیت کی تعمیر اس طرح کی جائے کہ اس سے نامطلوب اوصاف کم ہوتے جائیں اور مطلوب پروان چڑھیں، اخلاق رذیلہ کو ختم کیا جائے اور اخلاق حسنہ کو پروان چڑھایا جائے۔ یہی انسانی وسائل کی ترقی کی اصل روح ہونی چاہیے۔

انسان کے ارتقائی میدان میں اس کی فکر و تصور، نیت و ارادہ، سوچ و تخلیق، حواس خمسہ کے استعمالات، جسم و روح، لباس و پوشاک، علوم و فنون، جسمانی افعال، حفظ و خیال، تعلقات، معاملات، جذبات اور مہارتیں وغیرہ سب ہی کچھ شامل ہیں۔ چنانچہ ہم ان کو درج ذیل مختلف عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔

جسمانی پہلو (physical dimension)

انسان کی جسمانی نشوونما (physical development) ایک ہمہ گیر تصور ہے اور اس کا تعلق صرف

ظاہری خدوخال سے نہیں ہے' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فرد کے پاس کسی کام کو احسن انداز میں کرنے کے لیے جسمانی قوت، صلاحیت، توانائی، امنگیں اور نفسیاتی لگن بھی ہو۔ جسمانی نشوونما میں صحت مند جسم اور ذہن کو فوکس کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمیں عالمی ادارہ صحت کی پیش کردہ تعریف میں بھی یہ وسعت نظر آتی ہے۔

"Health is a state of complete physical, mental and social well-being and not merely the absence of disease or infirimity".

صحت محض بیماری یا معذوری کے عدم وجود کا نام نہیں ہے' بلکہ یہ ایک مکمل جسمانی، ذہنی اور سماجی اچھی کیفیت کا نام ہے۔

جسمانی ضعف (معذوری کے علاوہ) کو دین اسلام ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ وہ سخت کوشی، جفاکشی اور محنت کے جذبے کو ابھارتا ہے۔ سستی، کاہلی اور سہل پسندی کو نامطلوب قرار دیتا ہے۔ اللہ کے رسول کریمؐ نے اپنے عہد اور ماحول کے مروجہ جسمانی تفریحی اشغال کی طرف توجہ دلائی، فرمایا: ''تیراندازی، گھڑسواری اور تیراکی سیکھو''۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے ارشادات میں گھوڑے پر چھلانگ لگا کر بیٹھنا، ننگی پیٹھ پر سواری، دھوپ کو برداشت کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ ایک فرد کی اس انداز میں نشوونما کہ وہ مطلوبہ کام کو کرنے کی اپنے اندر جسمانی لحاظ سے مکمل اہلیت پائے، انسانی وسائل کی ترقی کا ایک اہم پہلو ہے۔

اخلاقی پہلو (moral dimension)

اخلاقی نشوونما (moral development) کی تشریح سے قبل یہ بتا دینا ضروری ہے کہ روحانی نشوونما اور اخلاقی نشوونما میں فرق ہے۔ اخلاقی نشوونما کا تصور اچھائی اور برائی کے ان آفاقی اصولوں پر مبنی ہے جس کی تمیز بالعموم ہر انسان کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سچ بولنا یا جھوٹ بولنا، دھوکہ دہی، ایمان داری، صفائی ستھرائی، قطار بنانا وغیرہ وغیرہ۔ گویا اخلاقی نشوونما میں ان عمومی قواعد وضوابط اور اوامر ونواہی پر توجہ دی جاتی ہے جن کو ایک سلیم الفطرت شخص سمجھتا ہے۔ اخلاقی نشوونما کسی بھی معاشرے میں' خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم' بالعموم یکساں ہی ہوگی۔ البتہ دو باتیں ذہن میں رکھنی چاہییں۔

اوّل یہ کہ دین اسلام میں نظامِ اقدار مستقل (permanent) اور مطلق (absolute) ہے' جو زمان ومکان کی حدود وقیود سے بالاتر ہے' جب کہ بعض دوسرے نقطہ ہائے نظر میں یہ ایک اضافی تصور ہے جو زمان و مکان کی تبدیلی کے ساتھ بدل سکتا ہے۔ دوم یہ کہ بعض مروجہ اصطلاحات کی فی زمانہ تشریحات اسلام کے مطابق ناقص اور ادھوری ہیں۔ مثال کے طور پر صفائی ستھرائی۔ اسلام اس حوالے سے اس سے بڑھ کر پاکیزگی کا اعلیٰ

تصور پیش کرتا ہے جس میں صفائی ستھرائی طہارت و نظافت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اسلام نے اخلاقی نشوونما پر جتنا زور دیا ہے اس کا اندازہ صرف اس بات پر لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ "میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں" (انما بعثت لاتم مکارم الاخلاق)۔ آپؐ نے اوامر و نواہی (Do's & Don'ts) کی پوری تفصیلات سے آگاہ کیا ہے جو کسی بھی فرد، گھر، ادارے، معاشرے، قوم اور ملکوں کی ترقی اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ یورپی معاشروں میں جو ادارے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، ان میں یہ اخلاقی صفات من حیث القوم یا اداروں کے اجتماعی اخلاق کے طور پر موجود ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ رذیلہ کی فہرست مرتب کرنی چاہیے تاکہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ میں ان پہلوؤں پر کما حقہ زور دیا جا سکے۔

سماجی پہلو (social dimension)

انسان کے لیے تنہائی میں زندگی گزارنا تقریباً ناممکن ہے۔ وہ معاشرتی گروہ کا ایک حصہ ہے۔ وہ ایک بڑے کُل کا جزو ہے۔ اس کی انفرادیت ہے لیکن اس کی یہ انفرادیت کسی نظام کا حصہ ہوتی ہے لہٰذا اس کے مزاج میں جُڑ کر رہنے کا اندرونی اور پیوستہ داعیہ ہوتا ہے۔ باہمی تعلقات، بات چیت، گھلنا ملنا اور لڑنا جھگڑنا یہ سب اس کی طبیعت اور مزاج کا حصہ ہیں۔ چونکہ وہ کسی جنگل میں نہیں بستا لہٰذا ان سے مفر ممکن نہیں ہے۔ اہمیت صرف اس بات کی ہے کہ فرد کی سماجی نشوونما کس نہج پر ہوتی ہے اور اس کی ذات میں دوسروں کے لیے کتنی گنجائش ہے اور وہ دوسروں سے مطابقت کے لیے کس درجہ آمادہ ہے۔ باہمی معاملات میں اس کے مزاج میں بیزاری ہے یا جوش۔ ایک انسان کی سماجی نشوونما درست نہج پر ہو تو وہ ہر قسم کے لوگوں سے مثبت اور متوازن انداز میں معاملات کر سکتا ہے۔ بہت سارے افراد بہت گھلنے ملنے والے ہوتے ہیں اور بہت سارے کم آمیز۔ اہم معاملہ یہ ہے کہ افراد سے تعلقات کی نوعیت کیا ہے۔ گویا صرف زیادہ افراد سے تعلقات ہی اہم نہیں ہیں بلکہ ان کی کیفیات بھی اہم ہیں۔ یعنی تعلقات کی وسعت اور ان کی بہتر نوعیت دونوں مطلوب ہیں۔

اسلام نے ہر ایک سے اچھے انداز اور حسنِ خلق سے پیش آنے کی تاکید کی ہے۔ گویا گھر میں باضابطہ، ذمہ دارانہ اور نمایاں کردار ادا کرنا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا، رشتوں کو جوڑنا، آجروں سے خیر خواہانہ تعلقات، راہ چلتے لوگوں کے حقوق، مریضوں سے رابطے، قرض خواہوں کی فکر، معذوروں کی مدد، چھوٹوں پر شفقت، بزرگوں کا احترام یہ سب ہماری بنیادی تعلیمات ہیں جو سماجی نشوونما کے نصاب کا حصہ ہونا چاہئیں۔

روحانی پہلو (spiritual dimension)

روحانی نشوونما اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مخلوق کو اپنے خالق کا شعور اور احساس ہو۔ اللہ کی معرفت کا حصول

ہی روحانی نشو ونما کا اہم مقصد ہے۔ ایک انسان بعض اخلاقی صفات میں اعلیٰ درجے کے کردار کا مظاہرہ کرسکتا ہے لیکن اللہ کی معرفت اور اس کا دھیان نہ ہو تو یہ کردار ناپائیدار بھی ہوسکتا ہے اور اگر پائیدار بھی ہو تو اس کا فائدہ صرف دنیا میں ہوگا۔ اسی لیے فرد میں ہر لحہ اللہ کا دھیان پیدا کرنا ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا اہم کام ہے۔

چونکہ انسان، جسم اور روح کا مرکب ہے لہٰذا جسمانی احتیاجات کی تسکین کے ساتھ ہی اسے روحانی بالیدگی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ روحانی نشو ونما انسان کی جبلت میں شامل ہے۔ لہٰذا وہ اس کے لیے نت نئے تجربات کرتا ہے۔ چونکہ وہ خود ساختہ اور انسانی ذہن کی تخلیق ہوتے ہیں لہٰذا غیر انسانی ہی کہلاتے ہیں مثلاً یہ نظریہ کہ اپنے آپ کو تکلیف دہ عمل سے گزار کر روحانی آسودگی حاصل ہوتی ہے' چنانچہ اپنے اُوپر کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو وغیرہ چھوڑ دینا، ایک ٹانگ پر گھنٹوں کھڑے رہنا، پانی کا استعمال ترک کر دینا، صفائی ستھرائی سے اجتناب برتنا' اپنی کھالوں میں آنکڑے لگا کر ہوا میں معلق ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ کچھ اور لوگ بھی ہیں جو غیر منطقی انداز میں ذہنی قوت کے عنوان سے سکون کی متلاشی ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ وہ اہم معاملہ ہے جس سے انسان کو مفر نہیں ہے۔ چنانچہ صرف وہی طریقہ قابل قبول اور انسانی نفسیات کے مطابق ہے جو الہامی ہدایات پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ روحانی نشو ونما کے سارے طریقے ادھورے اور ناقص ہیں اور مزید فکری انتشار کا باعث ہیں۔

ذهنی پهلو (intellectual dimension)

فرد کی ایسی ذہنی نشو نما کرنا انتہائی اہم ہے، جس سے اس کے حواس خمسہ کارکردگی کے حوالے سے اپنے درجۂ کمال کو پہنچ جائیں۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ذہنی نشو ونما کی جانچ و پیمائش بھی چند مخصوص عنوانات کے تحت ہوتی ہے جن کا تعلق فرد کے کردار میں مثبت تبدیلی کے واقع ہونے سے بہت کم ہوتا ہے اور دنیاوی منفعت کے حصول سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ حافظہ (memory)، مفروضات (data)، فکر (thought)، معلومات (information)، تصور (concept)، خیال (idea)، بصیرت (insight) اور حکمت (wisdom) کے معانی، مفہوم اور اہمیت جدا جدا اور مسلمہ ہیں۔ مگر ان تمام سے جو مطلوب ہے۔ یعنی فرد صالح، وہ ہم تیار نہیں کر پاتے۔ خلافت ارضی کے لیے درکار صالحیت (character) اور صلاحیت (competence) پر ہماری توجہ بالعموم کم رہتی ہے۔ اطلاعاتی ٹکنالوجی کے اس دور میں تو اطلاعات وتصورات کا سیلاب اُمڈا چلا آرہا ہے لیکن تبدیلی کا عمل کیوں نہیں ہورہا ہے، سوچنے کا مقام ہے۔ ذہنی نشو ونما کے ذریعے وہ بصیرت مطلوب ہے جو تجزیاتی عمل اور منطقی استدلال میں، مشاہداتی عمل اور ذہانت میں حقیقت کو پا سکے۔ جو دُعا ہمیں سکھلائی گئی ہے وہ یوں ہے: اللھم واکشف لی وجوہ الحقائق (اے اللہ میرے سامنے ہر معاملے میں حقائق کے

سارے پہلو کھول دے)۔یہی حکمۃ ہے اور یہی ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا جوہر ہے۔(وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا – البقرہ ۲:۲۶۹)

ابھی ہم نے مختلف پہلوؤں سے انسانی نشوونما وترقی کو سمجھنے کی کوشش کی۔ یہاں پر مہارات، تصورات اور اقدار کے مثلث کی تشریح وتفہیم بھی مناسب رہے گی۔

ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کی پیش کردہ تعریفوں اور فی زمانہ ان پر عمل میں سب سے زیادہ زور مہارتوں کی نشوونما پر ہے۔ یہ مہارتیں بھی صرف ایک خاص جہت پر مرکوز رہتی ہیں۔یعنی دنیاوی منفعت اور منافع میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنا۔ گویا ساری مہارات کا حصول صرف اس لیے ہے کہ اس سے مادیت کو ترقی ملے خواہ اس کے نتیجے میں انسانیت سسکتی اور تڑپتی رہے۔ جہاں تک تصورات کا تعلق ہے یہاں پر بھی ہم صرف ادنیٰ درجے کو حاصل کرتے ہیں، جو صرف چند اصطلاحات کے استعمال اور معلومات کی سطحی تفہیم پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں بھی اصل مدعا اور ہدف مادی منفعت کا اضافہ اور کاروباری پھیلاؤ ہی رہتا ہے۔ مثلث کا ایک نہایت اہم عنوان وہ اقدار (values) ہیں جن پر عمارت قائم ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں مہارتوں کو اعلیٰ اقدار کے تابع ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو معاشرے میں ایک بگاڑ اور عدم توازن پیدا ہوگا۔ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ میں اقدار کا جتنا وزن ہونا چاہیے اور یہ جتنا بنیادی، واضح اور نمایاں ہونا چاہیے، وہ ہمارے نصاب میں شامل نہیں ہوتا۔ اگر کسی بنک کا مینیجر خود ہی ڈکیتی میں ملوث ہو تو یہ مہارتوں کا مسئلہ ہے یا کردار کا۔ پاکستانی قوم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہم کسی کام کو ٹھیک طریقے سے کرنے کے لیے اسے کم از کم تین مرتبہ انجام دیتے ہیں۔ آخر ہم پہلی ہی بار سڑک کو صحیح کیوں نہیں بناتے؟ کیا ہمارے ہاں صلاحیت کا فقدان ہے؟ مہارتوں میں کمی ہے؟ یا ہمارا کیرکٹر ہم سے کم تر درجے کا کام کرواتا ہے۔ یاد رکھیے کہ مہارتوں اور صلاحیتوں کے حصول کی خواہش بھی اعلیٰ کردار کی رہین منت ہے۔ گویا ایک بار پھر اقدار کی اہمیت معلوم ہوئی۔

ہمارے ہاں بدقسمتی سے دینی فکر کے حامل ادارے یا اسلامی مشنری ادارے فرد کی نشوونما وترقی کی کوششیں اس طرح انجام دیتے ہیں کہ اس فرد کو اپنے خالق سے جزوی آگہی تو شاید ہو جاتی ہے لیکن وہ دنیا میں اپنا مؤثر کردار کرنے کی استعداد نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ نشوونما وترقی کے جزوی پہلو پر نظر ہے جس کے ثمرات بھی جزوی نکلتے ہیں اور فرد خلافتِ ارضی کے منصب کے لیے درکار قوت، صلاحیت، ذہانت، استعداد اور مہارتوں سے نابلد رہتا ہے۔ دوسری جانب کاروباری نوعیت کے ادارے صرف اور صرف مالی منفعت اور کاروباری وسعت کو ذہن میں رکھتے ہیں چنانچہ افرادِ کار کی نشوونما وترقی اسی کے مطابق کی جاتی ہے جس سے فرد کی دنیا تو شاید سنور جائے لیکن وہ آخرت کی فکر سے بالکل آزاد ہوتا ہے۔ اصل مطلوب متوازن شخصیت کی تیاری ہے جس کے لیے ہمیں

شخصیت کی نشوونماوترقی کے تمام زاویوں پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ انسانی نشوونماوترقی کا یہ تصور عین دین ہے۔

چند گزارشات

اسلامی تناظر میں ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کے اس اہم کام کے ضمن میں آجروں اور متعلقہ ذمہ داروں کے لیے درج ذیل نکات پیش خدمت ہیں۔ فرد کی ہمہ جہت ترقی ونشوونما کے لیے یہ نکات پیش نظر رکھے جائیں۔ ہیومن ریسورس مینیجر کو چاہیے کہ وہ ان امور پر توجہ دے اور اپنی ٹیم میں ان کو پروان چڑھائے۔ یہ تربیتی نصاب کا حصہ بھی ہوں اور کمپنی پالیسی میں شامل بھی۔ نیز ادارے کی اہم اقدار (core values) میں بھی جگہ پائیں۔ یہ نکات فرد کی ترقی ونشوونما اور بڑھوتری کی تمام جہتوں کا احاطہ کرتے ہیں:

O صحیح فکر کی طرف رہنمائی کرنا O عقائد اور تصورات کو اللہ کے لیے خالص کرنا O نیت وارادے کو درست کرنا O صحیح اور غلط کی تمیز وتفریق پیدا کرنا O مشاہداتی صلاحیت کی نشوونما کرنا O تجزیاتی صلاحیت کی نشوونما کرنا O مسائل کا ادراک اور اس کے حل کی استعداد پیدا کرنا O حکمت ودانش کے حصول کی تربیت کرنا O اپنے کام کو کما حقہ انجام دینے کی تربیت دینا O حسن عمل کی جستجو پیدا کرنا O مخفی صلاحیتوں کو دریافت کرنا O جملہ صلاحیتوں کی نشوونما کرنا O باہمی تعلقات کی بنیاد اخوت پر رکھنا O بے غرض اور مخلصانہ رویوں کی تشکیل کرنا O سلام کا رواج عام کرنا O خندہ پیشانی اور خوش دلی سے ملنا O بڑوں (عمر اور مرتبہ) سے احترام اور چھوٹوں (عمر و مرتبہ) پر شفقت سے پیش آنا O لہجے میں نرمی اور شایستگی رکھنا O افراد کار کا باہمی ربط وتعلق استوار کرنا O خوشی اور غمی میں شرکت کرنا O کمیونٹی کے کاموں میں شرکت اور خدمت انجام دینا O پاک صاف ماحول فراہم کرنا O افراد کی صحت وتندرستی کی فکر وتوجہ رکھنا O علاج ومعالجہ، طعام، بودوباش وغیرہ کا انتظام کرنا O ہوا، روشنی و دیگر حفاظتی امور کا بندوبست کرنا O خوف، غصہ، لالچ، طمع اور حسد جیسے جذبات و رجحانات کو مثبت رخ دینا O ذہنی سکون، اطمینان قلب اور فکری یکسوئی کے حصول کی کوشش کرنا O اختیارات وذمہ داریوں میں توازن قائم رکھنا O افراد کار میں جذباتی توازن پیدا کرنا O گفتگو، معاملات لین دین میں سچائی اور دیانت کو پروان چڑھانا O اپنے رب کی معرفت کے حصول کی طرف توجہ دینا O آخرت میں جواب دہی کا احساس پیدا کرنا O تمام تر معاملات میں اللہ کا دھیان رکھنا۔

ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ، یعنی انسانی وسائل کی ترقی کا مطلوب یہ ہے کہ ایک فرد کی تعلیم وتربیت اور ترقی ونشوونما ایسی ہو کہ وہ دنیا میں ایک کامیاب انسان کے طور پر ابھرے اور آخرت میں جنت کا حق دار ٹھیرے۔ چونکہ ہر فرد راعی ہے، اور اسے اپنی رعیت کے بارے میں اللہ کے حضور جواب دینا ہے (کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ)، لہٰذا مسلمان مینیجر اور اداروں کو اس سے مفر نہیں ہوسکتا کہ وہ یہ کام کریں۔